تحفہ محبین

مرتبہ: (مولانا) محمد سہیل، مدینہ منورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تحفہ محبین

مرتبہ: (مولانا) محمد سہیل، مدینہ منورہ

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء

نور حراء پبلیشر

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

١٣ جمادی الاول ١٤٤٤

فہرست

مناجات حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب قدس سرہ	۳
نعت شریف سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ	۴
تمہید	۵
فصل اول عقیدہ حیات النبی ﷺ	۷
فصل دوم محبوب ﷺ کی خاطر مُحب عزوجل کی مہربانیاں	۱۱
ماہ مبارک میں امت کو خصوصی انعامات	۱۲
''شب قدر'' محبوب ﷺ کے قلب انور کی لاج میں	۱۴
فصل سوم بارگاہ سید الانام ﷺ میں توسل اور امت کے علماء محدثین اور صلحاء کا عمل	۱۷
عتبیؒ کا قصہ	۲۰
صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں عجیب واقعہ	۲۲
محدث قسطلانیؒ کا واقعہ	۲۲
شیخ ابوالخیر اقطعؒ کا واقعہ	۲۳
حضرت عمرؓ کے زمانے کا واقعہ	۲۳
اصمعیؒ اور ایک بدّو کا واقعہ	۲۴

حاتم اصمؒ کا واقعہ ۲۴
سید احمد رفاعیؒ کا واقعہ ۲۵
محمد بن المنکدرؒ کا واقعہ ۲۶
امام طبرانیؒ وغیرہ کا قصہ ۲۶
ابن ابی ذرعہؒ اور شیخ احمد بن محمدؒ کے واقعات ۲۷
توسل کی حقیقت اور ضروری تنبیہ ۲۸
فصل چہارم محبوب ہستیوں کے لیے تحفہ ۳۰
تحفہ بصورت دعا ۳۰
مالی عبادات کا تحفہ ۳۲
بدنی عبادات کا تحفہ ۳۳
عبادات مالیہ وبدنیہ کا تحفہ ۳۵
فرشتوں کا تحفہ ۳۷
ایک اشکال اور اس کا جواب ۳۷
ضروری تنبیہ ۳۸
زندوں کے لیے تحفہ ۳۹
حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کا معمول ۳۹
فصل پنجم سید الکونین ﷺ کی ذات والاصفات سے متعلق خلاصہ عقائد علمائے دیوبند مع تصدیق اکابر ۴۱

''ہومست جامِ الفت'' یہ تشنہ کام تیرا

(تلخیص از مناجات حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

ظاہر مطیع و باطن ذاکر مدام تیرا — زندہ رہوں الٰہی ہوکر تمام تیرا
بگڑے نظام دیں کو میرے بھی ٹھیک کردے — ہر دوسرا میں کیا کیا ہے انتظام تیرا
زنہار ہونہ شیطان عاجز پہ تیرے غالب — بندہ نہ ہو نفس کا ہرگز غلام تیرا
چھوڑوں نہ زندگی بھر پابندیٔ شریعت — ہو مثل زُلفِ دلبر مرغوب دام تیرا
دوری میں شاہ خوباں ابتر ہے حال بیحد — ہوجائے منکشف ہاں اب قرب تام تیرا
زورِ کشش سے تیرے کرجائے قطع دَم میں — راہِ دراز تیری یہ ست گام تیرا
پردہ خودی کا اُٹھ کرکھل جائے راز وحدت — ہو مست جامِ الفت یہ تشنہ کام تیرا
باطن میں میرے یارب بس جائے یاد تیری — ہردم رہے حضوری دل ہو مقام تیرا
مُونس ہو میری جاں کی فکرِ مدام تیری — ہمدم ہو میرے دل کا فکرِ دوام تیرا
دل کو لگی رہے دُھن،لیل و نہار تیری — مذکورہو زباں پر ہر صبح و شام تیرا
مورد رہے یہ ہر دم تیری تجلیوں کا — ہوجائے قلب میرا بیت الحرام تیرا
سینہ میں ہو منقش یارب کتاب تیری — جاری رہے زباں پر ہر دم کلام تیرا
ہے اب تو یہ تمنا اس طرح عمر گزرے — ہر وقت تیرا دَھندا ہر وقت کام تیرا
دونوں جہاں میں مجھ کو مطلوب تو ہی تو ہو — ہو پختہ کار وحدت مجذوبؔ خام تیرا

"رونق تخت نبوت ہے وہ ذات"

(ملخص از نعت شریف سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہ)

حامد و محمود ممدوحِ خدا ‏ احمد مرسل محمد مصطفیٰ
زینت تاج رسالت ہے وہ ذات ‏ رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال ‏ محرم خلوت سرائے لایزال
بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی ‏ بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
مہرباں مثل پدر سب پر عیاں ‏ روز محشر شافع خورد و کلاں
عزت شاہی و فخر سروری ‏ شان بخشش مسند پیغمبری
ہے امین فخر افلاک وہ ‏ تاجدار کشور لولاک وہ
روشنی عرش نور لامکاں ‏ شمع بزم عالم کون و مکاں
رونق گل زار محبوبی ہے وہ ‏ عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ
شہ سوار عرصہ چرخ و سما ‏ باز خوش پرواز معراج و علا
راحت و روح روان کائنات ‏ زندگانی پرور جانِ حیات
گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو ‏ یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات ‏ دونوں عالم سے ہے مقصود اسکی ذات
گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل ‏ پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل
گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہرا ‏ پر حقیقت میں ہے سب کا پیشوا
گرچہ آخر ہے ثمر ، اول شجر ‏ کب شجر ہوتا ، نہ ہوتا گر ثمر
بس سمجھ لے اس سے تواے راہ نمو ‏ رمز "نحن الآخرون السابقون"
ہے وہی شاہِ جہاں،سب اس کے خیل ‏ ہے وہی مقصود کل باقی طفیل

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

سید الکونین رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر وادب ایمان کے لیے لازم ہے،، جس میں ذراسی کمی پر ایمان ختم ہوجاتا ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

فقيام المدحة والثناء عليه والتعظيم
والتوقير له قيام الدين كله وسقوط ذٰلك
سقوط الدين كله (الصارم)

یعنی آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا، تعظیم وتوقیر ہی پر سارے دین اسلام کا قیام ہے اور اس احترام اور توقیر کے نہ ہونے سے سارا دین ختم ہوجاتا ہے۔

نیز آپ صلّی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت ہونا فرض ہے جو تمام محبتوں پر غالب ہو جس پر بہت سی نصوص شاہد ہیں۔

اس مقصد کے لیے اہل سنت والجماعت کے وہ عقائد جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے متعلق ہیں ان کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ آپ کی معرفت آپ کے ذکر مبارک اور محبت کا سبب بن کر کمال ایمان اور روز قیامت آپ کے قرب ومعیت کا ذریعہ بنے۔ اسی غرض سے رسالہ ہٰذا میں اہل سنت والجماعت کے وہ متفق علیہ عقاید (مع تصدیقات اکابر) مختصراً ذکر کیے گئے ہیں اور ان میں سے چند عقاید کو قدرے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جن کے بارے میں کچھ لوگ ’’اشاعت توحید‘‘ کے نام سے غلط نظریات کو پھیلا رہے ہیں۔

رسالے میں درج اکابر کی تصریحات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اس فرقے کا مسلک اکابر

دیوبند کے خلاف اوراہل سنت والجماعت سے کوسوں دور ہے۔

اورانہی میں ایک فرقہ ''توحید'' کی آڑ میں توہین رسالت کا مرتکب ہے،اس کے باوجوداس فرقے کےلوگ ہمارے مدارس، مجامع اور مساجد میں مقرر کیے جاتے ہیں، جب کہ ان کی ان منحوس حرکات کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس فرقے سے مکمل بائیکاٹ کیا جاتا، بالخصوص ان کو دیوبندیت کی طرف انتساب سے روکا جاتا.........کہیں اس غفلت کی وجہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں کمی تو نہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس محبت کو حاصل کرنے کے اسباب ذکراللہ وذکرالرسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی کثرت اور اس محبت میں حائل امراض ذمیمہ کے علاج کی طرف توجہ کی خصوصی ضرورت ہے۔ مرشدنا حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ نے ان عقائد کی طرف خصوصیت سے متوجہ فرمایا اور اپنی بہت سی تالیفات کے ذریعے آقائے دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم کے حقوق وآداب، تعظیم وتوقیر کی طرف امت کی رہنمائی فرمائی۔ نیز ان پر عمل کے لیے ذکراللہ وذکرالرسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی کثرت کی ترغیب اور عملاً مجالس ذکرومجالس درود شریف کوفروغ دیا۔جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين خيرالجزاء

راقم الحروف نے اکابر کی ضخیم کتابوں سے چند مسائل کو اس مختصر رسالے میں اس بنا پر جمع کردیا ہے کہ آج کل کے مادیت کے دور میں بڑی کتابوں کا دیکھنا خصوصاً دینی کتب کے مطالعے کے لیے وقت نکالنا عام لوگوں کو بہت مشکل ہوتا ہے نیز ان مسائل کو یکجا پیش کرنے کی افادیت بھی مقصود ہے۔

والله الموفق لمايحب ويرضىٰ و صلّى الله على حبيبه سيد نا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم

محتاج دعا : محمد سہیل

فصل اول

عقیدہ حیات النبی ﷺ

علمائے دیوبند کے وہ عقائد جو حضور سرور کائنات رحمۃ للعالمین سید المرسلین ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق ہیں ان کو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ نے المہند میں جمع فرمایا ہے اور اس رسالے پر اکابرین دیوبند بشمول حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کی تصدیقات موجود ہیں اس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں درج ذیل عبارت تحریر کی گئی ہے۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ۔ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیٰوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے، جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے، کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے''۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے' اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے' نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل، جو طبع ہو کر لوگوں

میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام ''آب حیات'' ہے۔ (المہند ص ۱۴)

یہاں ہم اس مسئلے پر اکابرین کی کچھ اور عبارات درج کرتے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں :

''چونکہ ابنیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس لیے ان کے آگے (مال کی) وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (الکوکب ج:۱ ص: ۴۴۳)

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان (گوشہ نشینوں) کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔ (آب حیات ص ۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ: ''وہ (وہابی) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہ السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیو بند صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور و شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں''۔

(نقش حیات ج: ۱ ص: ۱۰۳)

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ نے چند روایات ذکر فرمائی ہیں مثلاً ''اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے'' علامہ سخاوی نے اس کو مختلف صحابہ سے نقل کیا ہے ابن ماجہ نے سند جید کے ساتھ ذکر کیا ہے نیز حدیث: ''انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں نماز پڑھتے ہیں''۔ علامہ سخاوی نے اس کی (بھی) مختلف طرق سے تخریج کی ہے' نیز آپ ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا نیز مسلم کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا ذکر فرمایا ہے اور فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور علامہ سخاوی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: ''ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس

ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں، اور آپ ﷺ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے ۔(تفصیل فضائل درود شریف فصل اول و دوم میں ہے) اور اس حدیث: ''انبیاء اپنی قبور میں حیات ہیں نماز پڑھتے ہیں'' کے بارے میں علامہ انور شاہ صاحب محدث کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ: ''اس سے حضرات انبیاء کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح' یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں'' ۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں ......اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے (خلاصۃ المہند)

مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ فرماتے ہیں'' احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں' جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلے میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ فرماتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اس جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا، وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی، دنیوی بھی ہے، اور باعتبار عالم برزخ برزخی بھی ہے، انبیاء کرام کا ابدان دنیوی کے ساتھ ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے (مقام حیات ص ۲۷۰)

پاکستان میں اکابرین دیوبند نے اس بارے میں درج ذیل متفقہ اعلان فرمایا:
''حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر

دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے' اور حیات دنیوی کے مماثل ہے......صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں' لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے......اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں''۔

اس فتویٰ پر مندرجہ ذیل اکابر کے دستخط ہیں' حضرت مولانا یوسف بنوری قدس سرہٗ مولانا عبدالحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک' مولانا محمد صادق صاحبؒ بہاولپور' مولانا ظفر احمدؒ عثمانی ٹنڈو والہ یار' مولانا شمس الحق صاحبؒ (صدر وفاق)' مولانا محمد ادریس صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور' مولانا محمد رسول صاحبؒ جامعہ اشرفیہ' مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مہتمم دارالعلوم کراچی، امام الاولیاء مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس اللہ اسرارہم۔

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی مہدی حسن صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں :

آپ ﷺ اپنے مزار میں حیات ہیں' مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے خراب عقیدہ والا ہے' اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے' دو حدیثیں نقل کردی ہیں' اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور جو انکار کرتا ہے وہ بدعتی اور خارج اہل سنت والجماعت ہے۔

(کتبہ السید مہدی حسن مہر دارالعلوم دیوبند ۱۳۔۵۔۱۳۶۷ھ تسکین الصدور)

فصل دوم

محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خاطر محبّ عزّ وجل کی مہربانیاں

اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین ﷺ کے طفیل سارے عالم پر کیا کیا رحمتیں فرمائیں ان کا شمار کرنا تو ممکن ہی نہیں اسلیے کہ سارے عالم کو انہی کے طفیل وجود بخشا گیا، جیسا کہ حضرت آدمؑ کی توبہ کے واقعے میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ کو بنانا مقصود نہ ہوتا تو میں نہ تم کو بناتا نہ آسمان وزمین کو (تفصیل نشر الطیب اور رسالہ محبت ہی محبت میں ہے)۔

پھر اس امت پر اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل خصوصی رحمتیں فرمائیں مثلاً اس قدر گناہوں کے باوجود ستاری، عذاب عام سے ساری امت کو ہلاکت سے بچایا جانا، ساری امت کا غرق اور قحط سے ہلاک نہ ہونا، امت کے لیے مال غنیمت کا حلال ہونا اور غرباء وغیرہ کے لیے مال زکوٰۃ کا حلال ہونا، خطاءً اور نسیاناً غلطیوں کا معاف ہونا، گناہ کرنے سے پہلے صرف ارادے پر مؤاخذہ نہ ہونا اور نیکی کے صرف ارادے پر ہی ثواب لکھا جانا، مساجد کے علاوہ بھی باقی زمین کو نماز کے قابل قرار دیا جانا، ندامت کو توبہ فرمایا جانا، ورثائے مقتول کی اجازت سے قصاص کے بدلے دیت کا مشروع ہونا، امت کا گمراہی پر جمع نہ ہونا، اس امت مرحومہ کا عمل میں کم اور اجروثواب میں زیادہ ہونا، پانچ نمازیں، قبلہ کعبہ اور جمعہ اور آمین کے فضائل عطا ہونا، امت کا روز قیامت دیگر انبیاء کے لیے گواہ بننا، نبی کریم ﷺ کی خصوصی شفاعت سے مشرف ہونا، دیگر امتوں سے قبل جنت میں داخلہ نصیب ہونا، روز قیامت امت کے چہروں اور ہاتھ پاؤں کا روشن چمکدار ہونا، امت کے ستر ہزار افراد کا بلاحساب جنت میں داخل ہونا جن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ۷۰ ہزار اور تین لپ اللہ کے لپوں میں سے بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل

کیے جائیں گے۔ یہ سب فضائل اس امت کو حبیب کریم رحمۃ للعالمین سید المرسلین ﷺ کے وسیلے سے عطا ہوئے جو دیگر امتوں کو نہ مل سکے (الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ) پھر ان کی غلامی کس قدر باعث شرف اور باعث فضیلت ہے۔

آپ سے عشق مری جاں کی عبادت آقا — آپ سے عشق، مرے دل کی شریعت آقا
ہے شرف میرے لیے اتنی بھی نسبت آقا — آپ کے ادنیٰ غلاموں کے غلاموں کا غلام

یہاں رمضان المبارک اور روزے سے متعلق کچھ خصوصیتیں درج کی جاتی ہیں جو امت مرحومہ کو رب کریم عزوجل نے حبیب کریم ﷺ کے صدقے میں عطا فرمائی ہیں:

ماہ مبارک میں امت کو خصوصی انعامات:

رحمت عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہے جو پچھلی امتوں کو نہیں ملی ہیں:

☆.....۱۔ یہ کہ ان کے منہ کی بدبو (یعنی جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے) اللہ جل شانہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

☆.....۲۔ یہ کہ ان کے لیے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

☆.....۳۔ جنت ہر روز ان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔

☆.....۴۔ اس میں سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔

☆.....۵۔ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ

عنھم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔ (احمد، بیہقی)

☆.....۶، ۷۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں:

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی سُریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑے ہوکر آواز دیتی ہیں، کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ اس کو ہم سے جوڑ دیں، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے لیے (آج) کھول دیئے گئے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دو اور مالک (جہنم کے داروغہ) سے فرمادیتے ہیں کہ جہنم کے دروازے بند کردو اور جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کردو اور گلے میں طوق ڈال کر سمندر میں پھینک دو تاکہ میرے محبوب ﷺ کی امت کے روزں کو خراب نہ کریں۔ (ترغیب، فضائل)

ف: اس حدیث شریف سے امت کا اعزاز واکرام اور مزید دو انعامات ''جنت کے دروازوں کا کھلنا'' اور ''جہنم کے دروازے بند ہونا'' بھی معلوم ہوگئے۔

☆.....۸۔ اس امت کے خصوصی انعامات میں سے ایک سحری کھانے کی فضیلت بھی ہے جو پچھلی امتوں کو نہیں ملی، چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے۔ (مسلم)

☆.....۹۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (طبرانی، ابن حبان)

ف: سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے بعض نے آدھی رات کے بعد اس کا وقت بتایا ہے اور صاحب کشاف نے رات کے آخری چھٹے حصے کو بتایا ہے۔

اللہ جل شانہ کی اپنے حبیب ﷺ سے کس قدر محبت اور آپ کے طفیل امت پر کس قدر عنایتیں ہیں کہ روزے سے پہلے کھانے (سحری) کو امت کے لیے ثواب کی چیز بنادیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ اور خود حق تعالیٰ اور اسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

☆.....۱۰۔ شب قدر ''محبوب ﷺ کے قلب انور کی لاج میں''

اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل امت کو ایک عظیم نعمت شب قدر عطا فرمائی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے اور رمضان المبارک کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں عموماً ہوتی ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے، پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ (در منثور)

قرآن کریم میں اس رات کو ہزار مہینوں سے افضل فرمایا گیا ہے، یعنی جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے اس نے گویا تراسی سال چار مہینے عبادت میں گزار دیے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ کی امت کے عمریں بہت تھوڑی ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن، اس سے اللہ کے لاڈلے نبی ﷺ کو رنج ہوا، اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ

اگر کسی خوش نصیب کو دس بار شب قدر نصیب ہوگئی تو گویا اس نے آٹھ سو تینتیس سال چار مہینے سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزار دیا۔ (فضائل رمضان)

پھر اس رات کے بہت سے فضائل احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔ مثلاً اس رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے) کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ) اس رات میں حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کے ایک لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ہر اس شخص کے لیے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہے (اور عبادت میں مشغول ہے) دعائے رحمت کرتے ہیں اور چار شخصوں کے سوا سب کی بخشش کردی جاتی ہے۔ (۱) جو شراب کا عادی ہو (۲) والدین کی نافرمانی کرنے والا (۳) قطع رحمی کرنے والا ناتہ توڑنے والا (۴) کینہ رکھنے اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا۔ (بیہقی) اللہ جل شانہ راقم اور ناظرین کو ان گناہوں سے اور دیگر تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

محبوب ﷺ کی امت کے لیے انعام کی رات اور انعام کا دن

رمضان المبارک گذرنے کے بعد کتنے عبادت گذار غفلت میں پڑ جاتے ہیں......... مگر رب کریم پھر بھی بندوں کو یاد رکھے ہوئے ہیں اور آسمانوں پر عید کی رات کو انعام کی رات کہا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں: اے محمد ﷺ کی امت اس کریم رب (کی درگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں، کیا بدلہ ہے اس

مزدور کا جواپنا کام پورا کر چکا ہو وہ عرض کرتے ہیں ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اسکی مزدوری پوری پوری دیدی جائے۔تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔

(فضائل رمضان بحوالہ بیہقی ابن حبان)

الحاصل یہ رحمتیں، یہ عنایتیں، یہ نوازشیں امت کو حبیب کریم ﷺ کے وسیلے سے عطا ہوئی ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی معصوم مخلوق بھی جھوم رہی ہے اور رحمت الٰہی برس رہی ہے۔

وہ ایک بار ادھر سے گئے مگر اب تک ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے

ملحوظہ:

جس طرح رب کریم جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس قدر عنایتیں ان کی امت پر فرمائی ہیں ایسے ہی اپنی دیگر حوائج میں ان کے طفیل اللہ کریم سے حوائج کو طلب کرنا جائز ہے۔اس مسئلے کو اگلی فصل میں تفصیل سے ذکر کیا جائے گا ان شاء اللہ

فصل سوم

بارگاہ سید الانام ﷺ میں توسل اور امت کے علماء، محدثین اور صلحاء کا عمل

حضرات اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء اور صلحا کا توسل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شفاعت کی درخواست کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے اس سلسلے میں ہم ''خلاصہ عقائد علمائے دیوبند'' سے چند عبارات اور دیگر اکابر کی عبارات بطور اقتباس یہاں درج کر کے امت کے علماء، محدثین اور صلحاء کے واقعات اور ان کا عمل درج کرتے ہیں۔

۱۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاء، اولیاء، شہدا و صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر کہ کہے: یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ (المہند ص ۱۳ فتاوی رشدیہ ص ۱۱۲)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۱۲ فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳۳ طحطاوی علی المراقی ص ۴۰۰)

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے نشر الطیب فصل ۳۸ میں اس مسئلے کو پانچ روایات سے مستنبط فرمایا ہے اور اس کو دعا کی قبولیت کا اقرب ذریعہ ہونے میں درود شریف کا ہم اثر فرمایا ہے نیز غیر انبیاء کے توسل اور آنحضرت ﷺ کی قبر شریف سے توسل کو بھی مدلل بیان فرمایا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ فرماتے

ہیں ''وسیلہ'' ہر وہ چیز ہے جس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہو قرابت ہو یا کوئی عمل اور اس قول میں نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے توسل حاصل کرنا بھی داخل ہے، علامہ جزریؒ نے حصن حصین میں آداب دعا میں لکھا ہے کہ توسل حاصل کرے اللہ جل شانہ کی طرف اس کے انبیاء کے ساتھ (جیسا کہ بخاری مسند بزار اور حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے) اور ''اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ'' جیسا کہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے۔ (از فضائل درود شریف ملخصا)

مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہ کی کتاب فضائل حج سے اکابر سلف صالحین رحمہم اللہ کی چند عبارات اور ائمہ کرام' محدثین عظام اور صلحاء کے چند واقعات درج کیے جاتے ہیں:

خلفائے عباسیہ میں سے منصور عباسی نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ دعاء کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی طرف سے منہ ہٹانے کا کیا محل ہے جبکہ آپ ؑتیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدمؑ کا بھی وسیلہ ہیں۔ حضورؐ کی طرف منہ کر کے حضورؐ سے شفاعت چاہو اللہ ﷻ ان کی شفاعت قبول کرے۔ علامہ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو قاضی عیاضؒ نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے' اس کا انکار کرنا جرأت ہے۔ (شرح مواہب)

علامہ قسطلانی شافعیؒ نے مواہب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہئے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضورؐ کا وسیلہ پکڑیں اور حضور ﷺ سے شفاعت چاہیں کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس ایسی ہی ہے کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق ﷻ قبول فرمائیں۔ علامہ زرقانی مالکیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علامہ خلیل (مالکی) کی مناسک میں بھی یہی مضمون لکھا ہے۔

ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں لکھا ہے اور اس سے حضرت گنگوہی قدس سرہ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعاء کرے' اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے:

يَـارَسُوْلَ الـلّٰهِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِماً عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ

''اے اللہ کے رسولؐ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں۔ اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔''

امام نوویؒ نے اپنی مناسک میں حضرت عمرؓ پر سلام کے بعد لکھا ہے کہ پھر پہلی جگہ یعنی حضور اقدس ﷺ کے سامنے آئے اور حضورؐ کے وسیلہ سے اپنے لیے دعاء کرے اور حضورؐ کی شفاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔ اور بہتر چیز ہے وہ جو عتبیؒ سے نقل کی گئی

عتبیؒ کا قصہ آگے درج کیا جاتا ہے جس کو امام نوویؒ نے اپنی مناسک میں ذکر کیا ہے۔

ابن حجر مکی شافعیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضورؐ کے ساتھ توسّل کرنا سلف صالح کا طریقہ رہا ہے اور انبیاءؑ اور اولیاء نے حضورؐ کے وسیلہ سے دعاء کی ہے، حاکم نے روایت نقل کی ہے اور اس کو صحیح بتایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطا صادر ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حضورؐ کے طفیل دعاء کی، اللہ جل شانہ نے دریافت کیا کہ آدم تم نے محمدؐ کو کیسے جانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ:
''یا اللہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا تھا۔ تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جس کا نام ملایا ہے وہ ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔'' حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ بیشک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جب اسکے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا معاف کر دی۔

نیز نسائی اور ترمذیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک نابینا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کے لیے دعاء چاہی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو تو میں دعاء کروں لیکن اگر تم صبر

کروتو زیادہ بہتر ہے۔انہوں نے دعاء کی درخواست کی۔حضور اقدس ﷺ نے ان کو فرمایا کہ پہلے بہت اچھی طرح سے وضو کرؤاس کے بعد یہ دعاء پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی لِتُقْضٰی لِی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

”اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی جو رحمت کے نبی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ حضور ؐ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما“۔

ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور بیہقیؒ نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے اور بیہقی کی روایت میں اس کے آگے یہ بھی ہے کہ اس دعاء کے پڑھنے کے بعد وہ صاحب بینا ہو گئے۔اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضور ﷺ کی ایک دعاء کے الفاظ یہ نقل کیے۔ بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاۤءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ

”اے اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گذشتہ انبیاءؑ کے طفیل“

اس کے بعد ابن حجرؒ نے اور بھی تائیدیں اس مضمون کی نقل کیں۔

۱.....عتبیؓ کا قصہ

محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبیؒ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لیے حاضر ہوا اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدّوانہ صورت حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ:

یَا خَیْرَ الرُّسُلِ (اے رسولوں کی بہترین ذات) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف میں نازل فرمایا: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۤءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (نساء : ۹۰)

”اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور

آ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے''۔

اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ ﷻ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں۔ اور اس میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور یہ شعر پڑھے:

يَاخَيْرَمَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ	فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

''اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کے وجود ہموار زمین میں دفن کیے گئے کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی''..

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ	فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

''میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہیں، اس میں جود ہے، اس میں کرم ہے۔ اس کے بعد انہوں نے استغفار کی اور چلے گئے، عتبی کہتے ہیں کہ میری ذرا آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس بدو سے کہدو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(ذکرہ ابن عساکر فی تاریخہ و ابن الجوزی فی مثیر العزم و غیرھما باسانیدھم کذا فی شفاء الاسقام والمواھب و ذکرہ الموفق مختصرا)

اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کیے ہیں مگر امام نووی نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو شعر اور نقل کیے ہیں ؎

اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ　　عَلَی الصِّرَاطِ اِذَامَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

''آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے''

وَصَاحِبَاكَ لَا اَنْسَاهُمَا اَبَداً　　مِنِّی السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَاجَرَی الْقَلَمُ

''اور آپ کے دو ساتھیوں (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کو تو میں کبھی بھی بھول نہیں سکتا

میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک کہ دنیا میں لکھنے کے لیے قلم چلتا رہے (یعنی قیامت تک)

۲......صحابہ کرام ﷺ کی موجودگی میں عجیب واقعہ

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوئے اور قبر اطہر پر پہنچ کر گر گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ ﷻ کی طرف سے آپ ﷺ کو پہنچا تھا اور آپ ﷺ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا اس کو ہم نے محفوظ کیا اس چیز میں جو آپ پر اللہ ﷻ نے نازل کی (یعنی قرآن پاک میں) یہ وارد ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآئُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيماً ○ (نساء : ۹)

"اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا۔ آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ ﷻ سے معافی مانگ لیتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کیلئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے"۔

اس کے بعد اس بدّو نے کہا بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ کے پاس مغفرت کا طالب بنکر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی کہ بیشک تمہاری مغفرت ہوگئی۔ (حاوی)

۳......عظیم محدّث علامہ قسطلانیؒ کا واقعہ

علامہ قسطلانیؒ جو مشہور محدث ہیں مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز ہوگئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار چلا گیا۔ میں نے ایک مرتبہ ۲۸ جمادی الاولی ۸۹۳ھ کو جب کہ میں مکّہ مکرمہ میں حاضر تھا حضور (ﷺ) کے وسیلہ سے دعاء کی اس کے بعد میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دوا احمد بن القسطلانی کے لیے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضورؐ کے ارشاد سے عطا ہوئی ہے۔ میں خواب سے جاگا تو مرض کا اثر تک بھی نہ تھا۔

۴.......شیخ ابوالخیر اقطعؒ کا قصہ

شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور پانچ دن ایسے گذر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا' کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی' میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخینؓ پر سلام عرض کر کے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آج رات کو حضورؐ کا مہمان بنوں گا۔ یہ عرض کر کے وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور بائیں جانب حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے ہیں۔ حضرت علیؓ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا دیکھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں' اٹھا تو آپ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ (روض' وفا)

۵...حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط اور حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا' ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجئے۔ انہوں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ارشاد فرمایا کہ عمر سے میرا اسلام کہدو اور یہ کہہ دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دینا کہ (عَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ) ہوشمندی اور ہوشیاری کو مضبوط پکڑیں' وہ شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیام پہنچایا' حضرت عمرؓ سن کر رونے لگے اور عرض کیا یا اللہ میں اپنی قدرت کے بقدر تو کوتاہی نہیں کرتا۔ (وفاء الوفاء) ایک بدو قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا یا

اللہ تو نے غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تیرے محبوب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں اپنے محبوب ﷺ کی قبر پر مجھ غلام کو آگ سے آزادی عطاء فرما۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ تم نے اپنے تنہا کے لیے آزادی مانگی، تمام آدمیوں کے لیے آزادی کیوں نہ مانگی، ہم نے تمہیں آگ سے آزادی عطا کی۔ (مواہب)

۶.......اصمعیؒ اور ایک بدو کا واقعہ

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ ایک بدو قبر شریف کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن۔ اگر آپ میری مغفرت فرمادیں تو آپ کے محبوب ﷺ کا دل خوش ہو، آپ کا غلام کامیاب ہوجائے اور آپ کے دشمن کا دل تلملانے لگے اور اگر آپ مغفرت نہ فرمائیں، تو آپ کے محبوب کو رنج ہو اور آپ کا دشمن خوش ہو۔ اور آپ کا غلام ہلاک ہوجائے۔ یا اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مرجائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا کرتے ہیں اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرما، اصمعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ اے عربی شخص اللہ جل شانہ نے تیرے اس بہترین سوال پر (انشاء اللہ) تیری ضرور بخشش کردی۔ (مواہب)

۷.......حسن بصریؒ کا بیان حاتم اصمؒ کا قصہ

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم بلخیؒ جو مشہور صوفیہ میں ہیں کہتے ہیں کہ تیس برس تک ایک قبہ میں انہوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا کہ اے اللہ ہم لوگ تیرے نبی ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے تو ہمیں نامراد واپس نہ کیجیو، غیب سے ایک آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے محبوب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لیے کی کہ اس کو قبول کریں۔ جاؤ ہم نے تمہارے اور تمہارے ساتھ جتنے حاضرین ہیں سب کی مغفرت

کردی۔(زرقانی علی المواہب) بعض اوقات الفاظ چاہے کتنے ہی مختصر ہوں جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو وہ سیدھے پہنچتے ہیں۔

۸......سید احمد رفاعیؒ کا واقعہ

حضرت سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ، اکابر صوفیہ میں ہیں، جب آپ ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے:

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِیْ كُنْتُ اُرْسِلُهَا	تُـقَبِّـلُ الْاَرْضَ عَنِّـی وَهِـیَ نَـائِبَتِـیْ
وَهٰـذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَـاحِ قَدْحَضَرَتْ	فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ!

"دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس میں بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانۂ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دستِ مبارک عطا کیجئے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔"

اس پر قبر شریف سے دستِ مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبویؐ میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورؐ کے دستِ مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (البنیان المشید)

۹.... سید نور الدین ایجی شریف عفیف الدین کے والد ماجد کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیك ايها النبی ورحمة الله وبركاته تو سارے مجمع نے جو وہاں حاضر تھا سنا کہ قبر شریف سے وعليك السلام يا ولدی کا جواب ملا۔ (الحاوی)

۱۰.... شیخ ابو نصر عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد ابی سعد الصوفی الکرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد زیارت کے لیے حاضر ہوا، حجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ ابوبکر دیار بکری تشریف لائے اور مواجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا:

السلام علیك یارسول اللہ" تو میں نے حجرۂ شریفہ کے اندر سے یہ آواز سنی وعلیك السّلام یا ابابکر اور اس کو سب لوگوں نے جو اس وقت حاضر تھے سنا۔ (الحاوی)

۱۱.....محمد بن المنکدرؒ کا قصہ

محمد بن المنکدرؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسّی اشرفیاں امانت رکھیں اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ کر لینا میں واپس آ کر لے لوں گا۔ ان کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں تنگی زیادہ پیش آئی۔ میرے والد نے وہ خرچ کر ڈالیں جب وہ صاحب واپس آئے تو انہوں نے اپنی رقم طلب کی' والد صاحب نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات کو قبر اطہر پر حاضر ہو کر عاجزی کی۔ کبھی قبر شریف کے قریب دعاء کرتے کبھی منبر شریف کے متصل۔ تمام رات یوں ہی گذر گئی۔ صبح کے قریب حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے قریب دعاء کر رہے تھے کہ اندھیرے میں ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہے ہیں ابومحمد یہ لے لو میرے والد نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی دی جس میں ۸۰/ اسّی اشرفیاں تھیں۔ (وفاء)

۱۲.......محدث کبیر امام طبرانیؒ وغیرہ کا قصہ

ابوبکر بن المقری کہتے ہیں کہ میں اور امام طبرانی اور ابوالشیخ مدینہ طیبہ میں حاضر تھے کھانے کو کچھ ملا نہیں' روزہ پر روزہ رکھا جب رات ہوئی عشاء کے قریب میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہؐ بھوک۔ یہ عرض کر کے میں لوٹ آیا۔ مجھ سے ابوالقاسم (طبرانی) کہنے لگے کہ بیٹھ جاؤ یا تو کچھ کھانے کو آئے گا' یا موت آئے گی۔ ابن المنکدر کہتے ہیں کہ میں اور ابوالشیخ تو کھڑے ہو گئے۔ طبرانی وہیں بیٹھے کچھ سوچتے رہے کہ دفعتہً ایک علوی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے کواڑ کھولے تو ان کے ساتھ دو غلام تھے' اور ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک بہت بڑی زنبیل تھی جس میں بہت کچھ تھا۔ ہم تینوں نے کھایا۔ خیال تھا کہ یہ بچا ہوا یہ غلام کھائیں گے مگر وہ سب کچھ وہیں چھوڑ گئے اور وہ علوی کہنے لگے کہ تم نے حضورؐ سے

شکایت کی۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضورؐ نے حکم فرمایا کہ میں تمہارے پاس کچھ پہنچاؤں۔ (وفاء)

۱۳......ابن ابی ذرعہؒ اور شیخ احمد بن محمدؒ کے واقعات

صوفی ابوعبداللہ محمد بن ابی ذرعہؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد اور ابوعبداللہ بن خفیف کے ساتھ مکّہ مکرمہ حاضر ہوا بڑی سخت تنگی تھی' فاقہ بہت سخت ہوگیا تھا۔اسی حالت میں ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔اور خالی پیٹ ہی رات گذاری۔ میں اس وقت تک نابالغ تھا۔ بار بار والد کے پاس جاتا اور جاکر بھوک کی شکایت کرتا۔ میرے والد اٹھ کر قبر شریف کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آج آپ کا مہمان ہوں' یہ عرض کرکے وہیں مراقبہ میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور سر اٹھانے کے بعد کبھی رونے لگتے کبھی ہنسنے لگتے۔کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی آپؐ نے میرے ہاتھ میں چند درہم رکھ دیئے' ہاتھ کھولا تو اس میں درہم رکھے ہوئے تھے۔صوفی جی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان میں اتنی برکت فرمائی کہ ہم نے شیراز لوٹنے تک اسی میں سے خرچ کیا۔ (وفاء)

۱٤...... شیخ احمد بن محمد صوفیؒ کہتے ہیں کہ:

میں جنگل میں تیرہ ماہ تک حیران پریشان پھرتا رہا۔میرے بدن کی کھال بھی چھل گئی' میں اسی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر حضورؐ کی خدمت میں اور حضرات شیخینؓ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا۔اس کے بعد میں سوگیا' میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی' ارشاد فرمایا احمد تم آئے۔ میں نے عرض کیا کہ جی حضور حاضر ہوا ہوں اور میں بھوکا بھی ہوں' آپ کا مہمان ہوں' حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ کھولو میں نے دونوں ہاتھ کھول دیئے۔حضورؐ نے ان کو دراہم سے بھردیا۔میری جب آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ دراہم سے بھرے ہوئے تھے' میں نے اسی وقت روٹی اور فالودہ خریدا اور کھاکر جنگل چلدیا۔ (وفا)

۱۵.....**ابو محمد اشبیلیؒ کہتے ہیں کہ** غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ حد نہیں' اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے۔ زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ وزیر ابو عبداللہ محمد ابن ابی ضال نے ایک خط حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لکھا اس میں چند شعر بھی لکھے جو وفاء الوفا میں مذکور ہیں۔ وہ خط حجاج کے قافلہ میں سے ایک شخص کو دیدیا۔ اس میں بیماری سے صحت کی دعاء کی درخواست کی تھی۔ وہ قافلہ جب مدینہ پاک پہنچا اور وہ خط قبر شریف پر پڑھا گیا اسی وقت وہ بیمار اچھا ہو گیا۔ جب وہ شخص جس کے ہاتھ خط گیا تھا حج سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تھا گویا کبھی کوئی بیماری اس کو پہنچی ہی نہیں۔ (وفاء)

۱۶......**عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ** میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا کہ جب ایوب سختیانیؒ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو میں بھی مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ میں غور سے دیکھوں کہ یہ کس طرح قبر شریف پر حاضر ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر دیکھا کہ وہ حاضر ہوئے اور قبلہ کیطرف پشت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور بے تصنع روتے رہے۔ (وفاء) ؎

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو ۔۔۔ ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

گرا کر چار آنسو حال دل سب کہدیا ان سے ۔۔۔ دیا مجھ کو زباں کا کام چشم خوں فشاں تو نے

(فضائل حج)

توسل کی حقیقت اور ضروری تنبیہ:

کسی نبی یا ولی کے ذریعے توسل کرنے کی حقیقت اور مفہوم یہ ہے کہ "اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورَد رحمت ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں' پس ہم پر بھی رحمت فرما" (ماخوذ از نشر الطیب) لہٰذا بعض جہلاء محض کی طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء یا اولیاء کے وسیلے سے جو دعا کی جائے اس کا ماننا اللہ گ پر نعوذ باللہ لازم ہو جاتا ہے'

جہالت از قبیل شرک ہے، مگر اس طرح کی جہالت آج کل کم ہے اسی طرح انبیاء یا اولیاء کو مختار کل یا فاعل حقیقی سمجھ کر ان سے مرادیں مانگنا بھی جہالت اور ناجائز ہے' توسل کے جائز اور مستحسن طریقے میں یا تو اللہ سے کسی مقدس ہستی کے طفیل دعا ہوتی ہے یا ان مقدس ہستی سے دعا اور توجہ کی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اللہ سے دعا کر دیں' اسی طرح سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں اپنی عرضداشت پیش کرنے کا مقصد آپ ﷺ سے دعا اور توجہ اور طلب شفاعت ہے' جیسا کہ اکابر امت کے عمل سے ثابت ہوا اور ساری کائنات کو وجود آپ ﷺ ہی کے طفیل نصیب ہوا تو آپ ﷺ کی توجہ اور دعا کے طفیل اللہ امت پر پے در پے مہربانیاں فرماتے ہیں: ؎

شفاعت قیامت کی تابع نہیں ہے	یہ چشمہ تو روز ازل سے ہے جاری
گنہگار بندوں پہ لطف مسلسل	شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

فصل چہارم

محبوب ہستیوں کے لیے تحفہ

اللہ جل شانہ وعم نوالہ کی توفیق اور محسن انسانیت ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے انسان اپنے اعزا اقارب، احباب کو کبھی دنیاوی چیزوں سے خوش کرتا ہے اور "ہدیہ" کے ذریعے محبتیں بڑھاتا ہے اور ایک تحفہ وہ ہے جو دینی اعمال کی صورت میں ایصال ثواب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے یہ "تحفہ" اتنا قیمتی ہے کہ اس کا نفع آخرت کی دائمی زندگی میں بھی باقی رہے گا، یہ مبارک تحفہ زندوں کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے اور انسان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی دنیا میں رہنے والے اس کو یہ تحفہ بھیج سکتے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں، یہ اجماع امت اور درج ذیل احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہیں۔

(۱) تحفہ بصورت دعا:

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں (ہیں کہ ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے) صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (مثلاً دینیات کا درس، تصنیفات وغیرہ) یا صالح اولاد جو اس (میت) کے لیے دعا کرے۔

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوامامہ کی روایت سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے (صدقہ جاریہ اور علم نافع اگرچہ انسان کی اپنی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن نیک اولاد کی دعا میں

انسان کے اپنے عمل کو کوئی دخل نہیں اسکے باوجود اس دعا کا نتیجہ اس کو ملتا ہے)۔

طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے اندر نیک بندے کے درجے کو اونچا کرے گا، بندہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میرے اس درجہ کی بلندی کیسے ہوئی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے بیٹے نے تیرے لیے مغفرت کی دعا کی تھی (اسکی وجہ سے) تیرا درجہ بلند کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قبر کے اندر مردہ ایسا ہوتا ہے جیسا کوئی ڈوبتا آدمی ہوتا ہے، باپ یا ماں یا اولاد یا کسی معتمد دوست کی دعا کا انتظار کرتا رہتا ہے کہ کسی کی دعا اس کو پہنچ جائے جب دعا اس کو پہنچ جاتی ہے تو وہ دعا دنیا و مافیھا سے اس کو زیادہ پیاری ہوتی ہے اور زمین کے باشندوں کی دعا سے اللہ قبر والوں کے لیے پہاڑوں جیسا (ثواب) قبروں کے اندر پہنچا دیتا ہے، مردوں کے لیے زندوں کا ہدیہ استغفار ہے۔

(رواہ البیہقی والدیلمی)

طبرانی نے الاوسط میں مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، میری امت، مرحومہ امت ہے، گناہ اپنے ساتھ لے کر قبروں میں جائے گی اور قبروں سے بے گناہ ہو کر نکلے گی، مومن اس کے لیے دعائے مغفرت کریں گے، جس کی وجہ سے وہ گناہوں سے خالص (پاک) ہو جائے گی۔

سیوطیؒ کا قول ہے کہ متعدد لوگوں نے اس بات پر اجماع کا ہونا بیان کیا ہے کہ زندوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ ہوتا ہے، اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

والذین جاء وامن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

(۲) مالی عبادات کا تحفہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں بغیر کچھ وصیت کئے اچانک مرگئی اور میرا غالب خیال ہے کہ اگر وہ بات کرسکتی تو کچھ خیرات کرتی، اب اگر میں اسکی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں (متفق علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ کی غیر حاضری میں ان کی ماں کا انتقال ہوگیا، وہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہوگیا، میں موجود نہ تھا، اگر اس کی طرف سے میں کچھ خیرات کروں تو کیا اسکو کچھ فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا ہاں! سعدؓ نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ بناتو ہوں کہ میرا باغ میری ماں کی طرف سے خیرات ہے۔ (روہ البخاری)

امام احمد اور چاروں اصحاب السنن نے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہوگیا، اب اس کے لیے کونسی خیرات سب سے بہتر ہوگی؟ فرمایا پانی........ یہ فرمان سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے، طبرانی نے صحیح سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی نفلی خیرات کرے تو ماں باپ کی طرف سے کرے، اس خیرات کا ثواب اسکے ماں باپ کو ملے گا اور خود اسکے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی، دیلمی نے حضرت معاویہ بن جندبؓ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں کوئی مرجائے، پھر گھر والے اسکے لیے کچھ خیرات کریں تو جبرئیل علیہ السلام نور کے ایک طباق میں اس کو لے کر میت کی قبر کے کنارے کھڑے ہوکر کہتے ہیں، اے گہری قبر والے یہ تحفہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے اسکو لے لے اسطرح وہ مردہ وہ تحفہ لے کر قبر میں جاتا ہے اور خوش ہوتا ہے لیکن اس کے برابر قبر والے جن کو کچھ نہیں بھیجا جاتا وہ غمگین ہوتے ہیں (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ابن سعد نے قاسم بن محمد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کے لیے ان کے موروثی غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا آپ کو امید تھی کہ اس کا فائدہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو مرنے کے بعد پہنچے گا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ ربیع الاول میں کچھ کھانا پکا کر تقسیم کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کو کچھ میسر نہ ہوا تو آپ نے دو پیسے کے چنے بھنوا کر تقسیم کردئے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ان چنوں کو تناول فرمارہے ہیں، دیکھئے محبت اللہ والوں میں ہوتی ہے ان سے سیکھو اور ان کے طرز عمل پر چلو (وعظ الرضا بالدنیا)

فائدہ: یعنی ایصال ثواب میں بھی اخلاص ضروری ہے چاہے تھوڑا ہو فخر وریا سے بہت زیادہ اجتناب کی ضرورت ہے۔

(۳) بدنی عبادات کا تحفہ:

حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میری ماں پر دو ماہ کے روزے ہوں (اور وہ مرجائے) اور میں اس کی طرف سے رکھ لوں تو کیا کافی ہوجائے گا، فرمایا ہاں اس عورت نے عرض کیا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا کیا میں اس کی طرف سے حج

کر سکتی ہوں؟ فرمایا ہاں۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔ (متفق علیہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے جو شخص قبرستان سے گذرے اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے اللہ تعالیٰ اس قبرستان کے (تمام) مُردوں کی تعداد کے موافق اس کو ثواب عطا فرمائے گا۔ رواہ ابو محمد السمر قندی (شرح الصدور للسیوطیؒ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہو، پھر سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور الھٰکم التکاثر پڑھ کر کہے میں نے جو تیرا کلام پڑھا اسکا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دیا تو اللہ کی بارگاہ میں وہ مُردے اس کی شفاعت کریں گے۔ (رواہ ابوالقاسم وسعد بن علی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں جائے، پھر سورۂ یٰسں پڑھے تو اللہ ان مُردوں سے عذاب ہلکا کر دے گا اور اس قبرستان کے مُردوں کی تعداد کے موافق اس شخص کے لیے نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ (اخرجہ عبدالعزیز صاحب الخلال بسندہ)

سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ دفن کے وقت میت کے سرہانے سورۂ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھنا وارد ہوا ہے۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت میں آیا ہے لیکن علاء بن الجلاح کی مرفوع روایت میں پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخر آیات کا پڑھنا آیا ہے ایک حدیث میں ہے اپنے مُردوں پہ سورۂ یٰس پڑھو۔ قرطبی نے کہا جمہور کے نزدیک اسکا مطلب ہے کہ مرنے کے وقت سورہ یسین کا پڑھنا۔ عبدالواحد مقدسی نے کہا اس کا مطلب ہے قبرستان میں داخل ہونے کے وقت یٰسین پڑھنا۔ محب طبری نے کہا دونوں حالتوں

میں پڑھنا مراد ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء کا قول نقل کیا ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد (اس کے متعلقین کی طرف سے اس کے لیے) غلاموں کو آزاد کرنا اور حج کرنا اور خیرات کرنا اسکے پیچھے پہنچ جاتا ہے۔

حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے کہا لوگ ہمیشہ سے ہر شہر میں جمع ہو کر اپنے مُردوں کے لیے قرآن پڑھتے رہے ہیں اور کسی نے اس کو ناجائز نہیں قرار دیا تو گویا اس پر اجماع ہو گیا۔

خلالی نے شعبی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انصار میں جب کوئی شخص مرجاتا تھا تو لوگ اسکی قبر پر آتے جاتے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ احیاء العلوم میں امام احمد بن حنبل کی روایت سے آیا ہے کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل ھواللہ احد پڑھا کرو اور اس کا ثواب اس قبرستان کے مُردوں کو بخش دیا کرو، تمہارا پڑھنا (یعنی پڑھنے کا ثواب) ان کو پہنچ جائے گا۔

(۴) عبادات مالیہ و بدنیہ کا تحفہ:

حج ایسی عبادت ہے جو مالی بھی ہے اور بدنی بھی ہے اس کا ایصال ثواب بھی ثابت ہے۔

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرتا ہے، اللہ دوزخ سے آزادی اس کے والدین کے لیے لکھ دیتا ہے اور ان کے لیے حج کامل ہو جاتا ہے لیکن حج کرنے والے کے ثواب میں کوئی بھی کمی نہیں آتی۔

یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑھ کر صلۂ رحمی یہ ہے کہ ایک رشتہ دار کے مرنے کے بعد (حج کر کے اس) حج (کا ثواب) اس کو قبر میں پہنچائے۔ (بیہقی اور اصبہانی نے یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔)

ابو عبداللہ ثقفی نے حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ جس کے ماں باپ نے حج نہ کر پائے ہوں اور وہ ماں باپ کے لیے حج کرلے تو کیا حکم ہے فرمایا اسکے ماں باپ آزاد ہو جائیں گے اور آسمان میں ان کی روحوں کو بشارت دی جائے گی اور اللہ کے ہاں اس عمل کو (ماں باپ کے ساتھ) نیکی لکھا جائے گا۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ راوی ہیں کہ ایک عورت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا، میری ماں مر چکی ہے، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا یہ بتا اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہو اور تو (اس کی طرف سے) ادا کردے تو کیا ادا ہو جائے گا، عورت نے عرض کیا۔ کیوں نہیں، حضور ﷺ نے اس کو ماں کے لیے حج کرنے کا حکم دیدیا۔ (رواہ الطبرانی)

حضرت انسؓ کی روایت ہے ایک شخص نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا میرا باپ مر گیا اور حج اسلام (یعنی فرض حج) نہ کر پایا (کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں) فرمایا یہ بتا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہو (اور وہ ادا نہ کر سکا ہو تو) کیا تو اس کی طرف سے ادا کردے گا؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا تو یہ بھی اس پر قرض تھا تو ادا کردے۔ (رواہ البزار والطبرانی باسند حسن)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی میت کی طرف سے حج کرے گا اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا، جتنا میت کو ملے گا (یا میت کو بھی اتنا ہی ثواب پہنچ جائے گا جتنا کرنے والے کو ملے گا) رواہ الطبرانی فی الاوسط۔

عطاء اور زید بن اسلم کی مرسل روایت ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا باپ مر چکا ہے، میں (اس کو ثواب پہنچانے کے لیے) اس کی طرف سے غلام آزاد کردوں؟ فرمایا، ہاں۔ ابن ابی شیبہ نے یہ دونوں حدیثیں بیان کی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا لبیک عن شبرمۃ (یعنی اسنے احرام حج شبرمۃ کے لیے یا شبرمۃ کی طرف سے باندھا تھا) فرمایا شبرمۃ کون؟ اس شخص نے جواب دیا میرا بھائی یا میرا عزیز فرمایا کیا تو اپنا حج کر چکا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں، فرمایا تو پہلے

اپنا حج کر پھر شبرمہ کے لیے (رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ والدار قطنی والبیہقی) بیہقی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

حضرت حجاج بن دینار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نیکی بالائے نیکی (یعنی دوہری نیکی) یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ماں باپ کے لیے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لیے بھی روزہ رکھے اور اپنے لئے خیرات کرنے کے ساتھ ان کے لیے بھی خیرات کرے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

(۵) فرشتوں کا تحفہ:

ابونعیم نے لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جب اللہ اپنے مومن بندے کی روح قبض کر لیتا ہے تو دو فرشتے اسکو آسمان تک چڑھا کر لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب تو نے ہم کو اس مومن کے اعمال لکھنے کا ذمہ دار بنایا تھا، اب تو نے اس کو اپنے پاس بلالیا، ہم کو اجازت عطا فرما کہ ہم زمین میں جا کر رہیں۔

اللہ فرماتا ہے، میری زمین تو میری مخلوق سے بھری پڑی ہے جو میری پاکی بیان کرتی ہے، اب تم دونوں جا کر میرے (اس) بندے کی قبر پر قیام کرو اور میری تسبیح وتہلیل اور تکبیر میں قیامت تک مشغول رہو اور اس کا ثواب میرے (اس) بندے کے لیے لکھ دو۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

قرآن کریم کی ایک آیت "وان لیس للانسان الا ماسعیٰ" (اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی) سے اشکال ہوتا ہے کہ پھر دوسرے کے عمل کا نفع کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرات مفسرین نے اس کے چند جواب تحریر فرمائے ہیں۔

(۱) یہ حکم حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں کے بارے میں بیان ہوا ہے اور انہی کی

امتوں کے لیے مخصوص تھا، امت اسلامیہ کو اپنے کئے ہوئے نیک اعمال کا بھی ثواب ملے گا اور ان نیکیوں کا بھی جو دوسرے ان کے لیے کریں۔ (۲) یہ حکم منسوخ ہے، دوسری آیت والذین امنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الخ (سورہ طور) کے ذریعے نسخ ہوا ہے۔

(۳) بعض حضرات نے "للانسان" میں لام بمعنی "علیٰ" لیا ہے یعنی انسان کے لیے صرف اسی کا برا عمل ضرررساں ہوگا اس صورت میں بھی کوئی اشکال باقی نہیں رہتا (یہ پچھلی آیت کے لیے عطف تفسیری ہوگا) مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص کا عذاب دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا، نہ کسی کو اختیار ہوگا کہ وہ دوسرے کا عذاب اپنے سر لے لے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ ایک شخص کے نفلی عمل کا کوئی فائدہ اور ثواب دوسرے شخص کو نہ پہنچ سکے۔ (ماخوذ از تفسیر مظہری ومعارف القرآن)

(۴) بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ سعی کا لغوی معنی تیز چلنا اور کسی کام کی کوشش کرنا، اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ وہی ملے گا جس کے لئے اس نے اپنے عمل سے ارادہ کیا ہو یعنی عمل کی نیت کے موافق عمل کا نتیجہ ہوگا جیسے حدیث میں ہے "انما الاعمال بالنیّات" کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ یعنی اگر صحیح نیت سے عمل ہوگا تو اسی کا عوض ملے گا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک کا عمل دوسرے کے لئے فائدہ بخش نہ ہو، دیکھو جنازہ کی نماز (فرض کفایہ) اور رسول اللہ ﷺ کے لیے درود پڑھنا واجب ہے، دوسروں کو نفع پہنچانے کے لئے ہی ان کو لازم کیا گیا ہے۔ (مظہری)

ضروری تنبیہ:۔

ایصال ثواب نہایت مستحسن اور بابرکت عمل ہے جس سے مردوں کو بہت ہی غیر متوقع فوائد نصیب ہوتے ہیں اور کرنے والے کو بھی اجر ملتا ہے لیکن اس مقصد کے لیے صرف سال کے چند ایام کو مخصوص کر لینا اور باقی سال اپنے مرحومین کو فراموش کر دینا بڑی بے وفائی ہے۔ اس کے بجائے

ہر روز ہی ایصال ثواب کا (چاہے وہ مقدار میں کم ہو) اہتمام کرنا چاہیئے۔ نیز اجتماعی صورت میں بھی ہر قسم کی لغویات اور ناجائز امور سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۶) زندوں کے لیے تحفہ:

صالح بن درہمؒ سے روایت ہے کہ ہم حج کرنے چلے تو ایک شخص ملے اور کہنے لگے کہ کیا تمہارے قرب میں کوئی گاؤں ہے جس کو ابلہ کہتے ہیں؟ ہم نے کہا، ہے، کہنے لگے! تم میں کوئی شخص اس بات کی ذمہ داری کرسکتا ہے کہ میری طرف سے مسجد عشاء میں دو رکعت یا چار رکعت پڑھے اور کہہ دے کہ ابو ہریرہؓ کی طرف سے ہے۔ میں نے اپنے محبوب قلبی ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسجد عشاء کو قیامت کے دن کچھ شہداء اٹھائے گا اور شہداء بدر کے ساتھ بجز ان کے کوئی نہ اٹھے گا (ابوداؤد)

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زندوں کو بھی ثواب (دوسرے کی طرف سے) پہنچتا ہے اور نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو لوگ آئندہ پیدا ہونے والے ہیں ان کو بھی ثواب پہنچ سکتا ہے۔ (بوادر النوادر ج۱)

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کا معمول:

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

بندہ کے نزدیک مکہ مکرمہ کا ہدیہ طواف وغیرہ اور مدینہ پاک کا صلوٰۃ وسلام بہترین ہدیہ اور تحفہ ہے جو آدمی کسی دوست کے لیے لاسکتا ہے۔ بندہ کی نگاہ میں مصلّیٰ اور رومال وغیرہ ہدایا کی کوئی وقعت نہیں کہ وہ کافروں کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں، ان کو مکہ مکرمہ کی خاک بھی نہیں لگ سکتی، ہوا بھی مشکل سے لگ سکتی ہے۔ میں تو اپنے گھر والوں اور عزیزوں کے واسطے مکہ مکرمہ اور مسجد حرام کے

قریب اور مدینہ پاک سے مسجد نبوی کے قریب کے پتھر لایا تھا اور ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گھر والوں کو دیدیے تھے، اپنے دوستوں اور ملنے والوں کو بھی جب وہ حج کو جایا کرتے ہیں ہمیشہ سے یہ تاکید کر دیا کرتا ہوں کہ میرے لیے کوئی رومال، مصلیٰ وغیرہ ہرگز نہ لائیں، میرا ہدیہ مکہ مکرمہ سے طواف وعمرہ ہے اور مدینہ پاک سے صلوٰۃ وسلام ہے، اللہ کا شکر ہے اسی کا انعام واحسان اور محض اس کا فضل وکرم ہے کہ ہر سال سینکڑوں طواف اور ہزاروں صلوٰۃ وسلام اور بیسیوں عمروں کے ہدایا کی احباب خوش خبریاں لکھتے رہتے ہیں اور اب تو کئی سال سے وہاں کے رہنے والے دوست اور بعض حج بدل کو جانے والے بھی مجھے یہ مژدہ جان فزا اور خوش خبری لکھتے ہیں کہ ہم نے تیری طرف سے حج بدل کیا ہے، اس سال تو اللہ بہت ہی جزائے خیر دے کہ تقریبا دس دوستوں نے جن میں مکہ اور مدینہ کے رہنے والے بھی ہیں اور ہندوستان وغیرہ کے رہنے والے ہیں خوش خبری لکھی کہ انہوں نے اس سال اس ناکارہ کی طرف سے حج بدل کیا ہے، اللہ تعالیٰ میرے ان مخلص دوستوں پر اور مجھ پر احسان کرنے والوں کو اس احسان عظیم کا دونوں جہاں میں اپنی شایان شان بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کے جان ومال اور ایمان میں ترقی عطا فرمائے الخ (نصائح حج)

فصل پنجم

”سید الکونین ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق خلاصہ عقائد علمائے دیوبند“

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد الحمد و الصلوٰۃ ! اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی متفقہ عقائدی اور مسلکی دستاویز کتاب ”المہند“ میں جو عقائد درج ہیں وہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے عین مطابق اور اہل سنت والجماعت کی کتب میں صدیوں سے موجود ہیں۔ ہم ذیل میں افادۂ عام کے لیے ”المہند“ اور اس کے ”خلاصہ“ سے اختصار کے ساتھ بعض عقائد درج کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

عقیدہ نمبر ۱: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ سفر کرنے اور جان مال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔ (المہند: ص۱۰)

عقیدہ نمبر ۲: مدینہ منورہ کو سفر کے وقت زیارتِ آنحضرت ﷺ کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی کی اور دیگر مبارک جگہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا ہے کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے، اس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی تائید آپ ﷺ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ ”جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں“۔ (المہند ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۳: زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے ہے سب سے افضل ہے، یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔
(المھند ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۴: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ: اے اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔ (المھند ص:۱۳)

عقیدہ نمبر ۵: آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

عقیدہ نمبر ۶: اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ ؐ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی ص:۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص:۱۱۲)

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں ''سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں (نشر الطیب)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا''۔
(الجامع الصغیر وقال صحیح)

عقیدہ نمبر ۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اور تمام انبیاءؑ اور شہداء اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روح مبارک کے تعلق

سے جسدِ اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''حضرات انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں''۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ''الانبیاء احیاء'' سے حضرات انبیاءؑ کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ صرف ارواح یعنی انبیاءؑ اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔ (تحیۃ الاسلام ص:۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں ''خلاصہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔ (ماہنامہ الصدیق ۱۳۷۸ھ)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں، آپ ؐ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں''۔ (ماہنامہ الصدیق مذکور)

عقیدہ نمبر ۸: بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو، اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے، اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات الشافیہ ص:۲۸۲، ج: ۴)

صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں، آج کل صلوٰۃ وسلام کے پہونچنے کی جو یہ مراد بتلائی جارہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۰: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاءؑ) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسولؑ ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۱: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ: سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ ؐ تمام انبیاء اور رسلؑ کے سردار اور خاتم ہیں۔ (المہند ص:۲۰)

عقیدہ نمبر ۱۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار محمد رسول ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ ثابت ہے قرآن وحدیث اور اجماع امت سے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت ومسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ: ''جب اس نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (المہند ص:۴۴)

عقیدہ نمبر ۱۴: جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۵: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ؐ کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور رسول، اور بے شک آپ ﷺ کو اوّلین اور آخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو۔

عقیدہ نمبر ۱۶: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (المہند ص:۲۷)

عقیدہ نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجبِ ثواب ہے خواہ کوئی بھی درود شریف ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپ ؐ سے منقول ہیں۔ (المہند ص:۲۹)

عقیدہ نمبر ۱۸: وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔ (المہند ص:۳۱)

عقیدہ نمبر ۱۹: آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح تمام انبیاءؑ) کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ (نشر الطیب)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا"۔ (بخاری ج:۱)

عقیدہ نمبر ۲۰: انبیاءؑ کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے: رؤیا الانبیاء وحی کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (بخاری ج:۱،ص:۲۵)

عقیدہ نمبر ۲۱: آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "صفوں کو سیدھا کیا کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔ (بخاری شریف ج:۱ص:۱۰۰)

عقیدہ نمبر ۲۲: اس زمانہ میں واجب ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ (المہند ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع

کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ (المہند ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۴: مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے، نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ (المہند ص:۱۸)

عقیدہ نمبر ۲۵: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر، ملحد و زندیق ہے۔ اور اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند)

ناشر
مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ
جامع مسجد ابرار و خانقاہ اقبالیہ جلیلیہ
موبائل: ۰۳۰۰_۹۲۲۵۵۳۳
۰۳۲۱_۹۲۲۵۵۳۳